Mirpur Islamicus

ISSN: 3007-4622 (P), 3006-3345(E)

MIRPUR ISLAMICUS JOURNAL OF RELIGIOUS AND SOCIAL STUDIES

اصول معاشیات اعجاز قرآنی کا مظہر: ایک تحقیقی مطالعہ

THE PRINCIPLE OF ECONOMICS IS A MANIFESTATION OF THE IJAZ-E-QURANI: AN EXPLORATORY STUDY

1. ***Waqar Ahmad***
waqarahmedfaizi@gmail.com
Lecturer, Department of Islamic Studies, Mirpur University of Science & Technology (Must) Mirpru, AJK.

2. ***Saad Jaffar***
saadjaffar@gmail.com
Lecturer Islamic studies, Department of Pakistan Studies, Abbottabad University of Science and Technology, KPK, Pakistan.

3. ***Badshah khan***
Badshahakhandargai123@gmail.com
PhD scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.

Vol. 01, Issue, 01, July-Dec 2024, PP:37-49

OPEN ACCES at: www. mirpurislamicus.com

Article History	Received	Accepted	Published
	18-09-24	18-10-24	30-12-24

Abstract

The Qur'an is the only divine book that Allah has taken the responsibility of protecting, using various methods to protect it. On the one hand, the Companions of The Prophet (PBUH) and others of the Ummah began to preserve this law of guidance and salvation in their chests. On the other hand, the Prophet (PBUH) was commanded to collect surahs and verses and arrange them in book and writing form. In this way, the Qur'an was also compiled in writing. Due to the lack of paper in the Prophet's (PBUH), verses were written on a variety of items, with the most important means of protection being memorization. All the Companions memorized some part of the Qur'an orally and some also memorized the entire Qur'an. Along with this, access to the meaning of the Qur'an was also obtained. The rulings and contents of the Qur'an are universal and universal. They cover individual and collective life. The Holy Qur'an has laid down principles and rulings regarding

CC BY

every sphere of life. The type of Qur'an is related to matters. The whole system of commands and prohibitions, lawful and unlawful and rules and branches is included in the general term of the word 'rules'. Economics is also counted among these rules. The assigned teachings of the Holy Qur'an in economics are applicable to all times and conditions and relate to the welfare of humanity. The generality, comprehensiveness and completeness of the economic principles also indicate the miracle of the Qur'an. Therefore, economic principles will be discussed below as clear proof of the miracles of the Ajaz Qurani.

Key Words: *Companions, Holy Qur'an, Miracles, Prohibitions, Economics Principles, lawful and unlawful, Ijaz Qurani.*

موضوع کا تعارف:

قرآن مجید آخری اور ابدی کتاب ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ لیا، اس کی حفاظت کے لیے مختلف طریقے بروئے کار لائے۔ایک طرف صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور اُمت کے دیگر افراد اِس قانون ہدایت و اصولِ نجات کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے لگے تو دوسری طرف پیغمبر ﷺ کو حکم ہوا کہ سورتوں اور آیات کو جمع کر کے کتابی و تحریری شکل میں ترتیب دیں، تدوین قرآن کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر سب سے پہلی وحی قرات اور قلم کو ذکر کر کے اسی طرف اشارہ دیا کہ اس وحی (قرآن کریم) کی حفاظت کے لیے قرات (پڑھنے) اور قلم (لکھنے) دونوں کی یکساں ضرورت ہے۔

"فِي صُحُفٍ مكرمةٍ مرفوعةٍ مطهرةٍ بأيدي سفرةٍ كرامٍ بررةٍ"[1]

صحیفوں میں لکھا ہوا ہے ایسے صحیفے جو مکرم و محترم ہیں پاک ہیں لکھے ہوئے ہیں، ہاتھوں سے ان لکھنے والوں کے جو بڑے بزرگ اور پاکباز ہیں۔

اس مذکورہ آیتِ مقدسہ سے صرف یہی نہیں معلوم ہوا کہ قرآن صحیفوں میں لکھا جا رہا تھا بلکہ اس کے لکھنے والوں کی ان اعلیٰ خصوصیات کا بھی اظہار کیا گیا ہے جن میں وہ باقی تمام افراد سے ممتاز تھے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں،

"بل هو اٰيات بينٰت فى صدور الذين اوتوا العلم"[2]

"بلکہ وہ (یعنی قرآن) تو کھلی ہوئی واضح آیتوں کا (مجموعہ ہے) جو ان لوگوں کے سینوں میں ہے جنہیں علم دیا گیا ہے"

ان تمام قرآنی دلائل کے باوجود نبی کریم ﷺ نے فنِ کتابت کے ماہر اور بے مثال قوتِ حافظہ کے حامل جید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تحریری صورت میں آیاتِ قرآنیہ محفوظ کرنے کا فریضہ سونپ رکھا تھا، جنہیں کاتبینِ وحی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب بھی کسی آیتِ مقدسہ کا نزول ہوتا تو کاتبینِ وحی احاطہِ تحریر میں لے آتے۔ سورتوں اور آیات کی ترتیب سے متعلق اہم امر جو کہ قابلِ ذکر ہے وہ یہ کہ آیات و سورتوں کی ترتیب ان کے نزول کے اعتبار سے نہیں بلکہ تمام ترتیب توفیقی ہے، مطلب یہ کہ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو حضرت جبرئیل امین کی وساطت سے ان کی ترتیب سے آگاہ فرمایا اور پھر آقا دو جہاں ﷺ نے کاتبینِ وحی کو اس ترتیب کے مطابق راہنمائی فرمائی۔ آپ ﷺ کا معمول مبارک ہی یہ تھا کہ جب

آیات کا نزول ہوتا، تو کاتبین وحی کو مکمل طور پر سورت کے نام اور ماقبل و مابعد کے حوالے سے ان کے حقیقی مقام سے مطلع فرماتے اور وہ آپ ﷺ کی ہدایت اور راہنمائی کے مطابق ان آیات کو اپنے صحیح مقام پر لکھتے نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں کاتبینِ وحی کی تعداد چالیس تھی اور ان چالیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سردار یعنی راہنما حضرت حنظلہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ تھے۔[3]

ہوا کہ قرآن مجید کی اس ترتیب میں حضور ﷺ نے منشاء الٰہی پر عمل کیا، اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک بھی گواہی دیتا ہے:

"ان علینا جمعہ و قرآنہ فاذا قرانٰہ فاتبع قرآنہ"[4]

یعنی قرآن کو جمع کرنا اور اسے پڑھنا ہمارے ذمہ ہے اور جب ہم پڑھ چکیں تو آپ اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے والی حدیث کہ جس میں حضرت عمر اپنی بہن سے بولے "اعطینی الصحیفۃ التی سمعتکم تقرون اٰنفا" مجھے وہ صحیفہ دو کہ جس کو پڑھتے ہوئے میں نے تم لوگوں کو سُنا، اس پر انکی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اس لئے تم اس پاک کتاب کو چھو بھی نہیں سکتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے وضو کیا پھر آپ کی بہن نے وہ نسخہ حضرت عمر کے ہاتھ میں دیا۔ صحیفہ کے لفظ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن کے پاس لکھا ہوا یعنی تحریر شُدہ حصہ موجود تھا۔[5]

قرآن مجید کا مفہوم:

اللہ تعالی کی طرف قیامت تک کی انسانیت کی ہدایت کے لیے خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے، جو الہامی کتاب عطا کی گئی اور آپ ﷺ سے بعد والا تک متواتر کے ساتھ مصحف کی صورت میں تک پہنچ رہی اور ہر طرح کے شک و شبہ سے پاک و مبرا ہے۔ جسے کلام الہیٰ میں لاریب کی صفت سے نوازا گیا، نیز مسلمان اور دیگر عوام کے لیے مرجع ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں کاغذ کی نایابی کے باعث آیات بینات متفرق اشیاء پر تحریر کی گئی تھیں۔ جن میں کھجور کی چھال، پتھر کی سلیں، اونٹ اور بکری کے شانے اور پسلی کی ہڈیاں اور کاغذ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن حفاظت کا سب سے اہم ترین ذریعہ قوۃ حفظ تھی۔ تمام صحابہ کرام کو قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ زبانی یاد تھا اور بعض کو مکمل قرآن کریم بھی حفظ تھا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے محاضراتِ قرآنی میں اس مضمون پر بڑے احسن انداز میں گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن کریم اکثر و بیشتر جھلیوں سے بنے ہوئے کاغذ پر، کبھی کبھی باہر سے آئے ہوئے عمدہ اور نفیس کاغذ پر، اور کاغذ کے علاوہ اور چیزوں پر بھی لکھا جاتا تھا۔ کاغذ اگرچہ کمیاب تھا لیکن نایاب نہیں تھا۔ جو صحابہ کرامؓ وسائل رکھتے تھے وہ کاغذ بھی استعمال کرتے تھے۔ اور جن کے وسائل کم تھے وہ رق وغیرہ استعمال کرتے تھے۔ احادیث میں عُسب کا ذکر بھی آیا ہے۔ جو عُسیب کی جمع ہے۔ یہ بھی لکھنے کے لئے کاغذ نما ایک چیز ہوتی تھی اور کھجور کی چھال خشک کر کے کاغذ کی طرح بنالی جاتی تھی۔ لخاف کا ذکر بھی ملتا ہے۔ جو لخف کی جمع ہے۔ یہ ایک چوڑی اور کشادہ سل نما چیز ہوتی تھی۔ یہ پتھر سے بنائی جاتی تھی۔۔۔ کاغذ یا چمڑے کے ٹکڑے۔۔۔ یہ اونٹ یا بڑے جانوروں کے مونڈھے کی ہڈی۔۔۔ ان چیزوں کے علاوہ لکڑی کی بڑی اور کشادہ شاخوں سے بنائی ہوئی تختیاں یا الواح بھی لکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔ ان سب

پر قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ قراطیس (قرطاس کی جمع) کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔"[6]

یہ لکھنا کا فقط ایک مرتبہ نہیں ہوتا، بلکہ قرآن مجید کے تدریجاً نزول کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کا انداز یہ تھا کہ سورۃ کی تکمیل کی بعد صحابہ کرامؓ کو اُس سورۃ کے تمام اجزاء کو لانے کا حکم دیا جاتا اور تو آپ ﷺ کی نگرانی میں سورۃ کو اُس ترتیب پر مکمل اور درست کیا جاتا، جس پر وہ مکمل نازل ہو چکی ہوتی۔[7]

یعنی قرآن کو رسول اللہ ﷺ سے سیکھ کر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف زبانی یاد کر لیا کرتے تھے۔ بلکہ جو لکھنا جانتے تھے وہ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھ کر جیسے جیسے سورتیں مکمل ہوتی چلی جاتی تھیں ان کی نقل بھی لیتے چلے جاتے تھے الغرض عہد نبوی ﷺ میں قرآن مجید کو لکھنے کے دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے تحریری صورت میں جمع کیا گیا، اور اس کے علاوہ قرآن مجید کو حفظ کرنے کا عام دستور تھا۔ قرآن مجید کے نزول کا عرصہ دو حصوں میں محیط ہے، مکی و مدنی دور۔ البتہ اسلام کے پھیلنے کے ساتھ قرآن مجید کو جمع کرنے اور اُسے یاد کرنے کا رواج زیادہ ہوا۔ قرآن مجید کو محفوظ کرنے اور لکھنے کا اہتمام آپ ﷺ نے کروایا، جیسے حدیث مبارکہ میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔

"ضعوا هذه فی المواضع الذی یذکر فیه کذا وکذا" [8]

اس سورت یا آیت کو فلاں جگہ فلاں سورت میں لکھ دو۔

لہٰذا آپ ﷺ کے فرمان اور صحابہؓ کے خود کو لکھنے کی وجہ سے اس کا تعیین ہو جاتا تھا کہ قرآن مجید کا یہ حصہ کہاں نازل ہوا۔ اس کے باوجود متعدد اور اہم امور میں براہ راست رسالت مآب ﷺ سے رہنمائی لی جاتی تھی، جو کہ قرآن مجید کے انسانی کلام ہونے کی نفی اور اعجاز کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں متعدد مقام پر اس کے انسانی کلام ہونے کے دعوی کی نفی فرمائی اور یہ چیلنج کیا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو عرب کے فصیح وبلیغ اور زبان کے ماہرین اس جیسی کلام بنا کر دیکھائیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں انسانیت کے لیے حیات انسانی کے لیے آئین و دستور بھی موجود ہے۔

قرآن مجید کا دستور حیات ہونا:

قرآن کریم انسانوں کے لئے دستور حیات اور زندگی کا آئین ہے اس کی تعلیمات اور ہدایات اور احکام و مضامین ہمہ گیر بھی ہیں اور عالمگیر بھی ہیں اور پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہیں۔ ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشیات، تعزیرات، معاشرتی نظام، عائلی نظام، سیاسی و اجتماعی نظام، صلح و جنگ کا نظام، بین الاقوامی نظام اور زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں قرآن کریم نے اصول و احکام بتائے ہیں اور سمجھائے ہیں جنکی جزئیات و تفصلات سنتِ رسول ﷺ میں بیان ہوئی ہیں۔

جب قرآن نے اعلان کیا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم [9] آج ہم نے تمہارے لئے تمہاری زندگی کا نظام مکمل کر لیا ہے تو اس اعلان کا لازمی اور حتمی تقاضیٰ یہ ہے کہ قرآن کے مضامین پوری انسانی زندگی پر محیط ہوں اور ہمہ گیر ہوں۔

جب قرآن کو تبیانا لکل شیء [10] کہا گیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ انسان کی پوری زندگی اور اس کے ہر شعبے کے لئے اصول و احکام موجود ہیں ان احکام کو سمجھنے کے لئے سورتوں کے خلاصے کافی نہیں ہیں بلکہ فہم قرآن اور فہم دین کے لئے تحقیقی اور تفصیلی مطالعے کی ضرورت پڑتی ہے۔ علوم کے اس وسیع و عریض سمندر کے بے بہا موتیوں کا شمار کرنا اور ان کی مکمل فہرست

مرتب کرنا تو مشکل ہے لیکن قرآنی مضامین کو اگر جامع قسم کے عنوانات کے تحت تقسیم کر دیا جائے تو یہ تقسیم افادیت کی حامل ہو گی، چنانچہ بعض ماہرین نے قرآن مجید کے بنیادی مضامین کو تین حصوں میں تقسیم کیا،[11] جب کہ شاہ ولی اللہ نے مضامین قرآنیہ کو پانچ حصوں میں منقسم کیا ہے۔[12]

انہی تقسیم کا ایک بنیادی حصہ معاملات کا ہے، جس میں اوامر و نواہی، مشروعات و غیر مشروعات اور اصول و فروع پر مشتمل پورا نظام لفظ "احکام و دیانات" کے عموم میں شامل ہے۔ انہی احکام میں معاشیات کا شمار بھی ہوتا ہے۔ معاشیات کی بابت قرآن مجید میں واضح اصول مقرر کیے گئے ہیں، نیز قرآن مجید میں اعجاز بھی ہے، جو ان معاشی اصولوں کو اعجاز قرآنی کے تناظر میں اہمیت کا حامل ہے۔

معاشیات کا لغوی معنی:

معاشیات لفظ معاش سے ہے جس کا مادہ ع، ی، ش یعنی عیش ہے، اسی سے لفظ معیشت استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع معائش یا معایش آتی ہے، عیش باب ضرب یضرب سے استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے زندہ رہنا۔ اس کا مصدر عیشا، عیشۃ، معاشا اور معیشۃ آتا ہے۔ لفظ عیش بطور اسم بمعنی طعام بھی لغت میں مستعمل ہے۔ معیشۃ کا مطلب ہے۔ ما یعاش بہ، ما تکون بہ الحیاۃ[13] یعنی وہ چیزیں جن سے حیات ہوتی ہے۔

"معیشة مفرس، ج معائش و معایش، مصدر میمین عاش، معاش ما تكون به الحياة من مطعم و مشرب و غيرها"[14]

معیشہ کی جمع معائش یا معایش ہے یہ مصدر میمی ہے اس سے مراد وہ چیزیں جس سے زندگی گزرے۔

"العيش ،الطعام ،يمانيه، والعيش ما يعاش به"[15]

معیشت کے لئے عربی میں اقتصاء کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اقتصاء قصد سے نکلا ہے، جس کا معنی ہے؛ استقامۃ الطریق۔ یعنی درست راستہ، اس کی جمع اقتصادیات آتی ہے، انگلش میں معیشت کے لئے اکنامکس کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

معاشیات کی اصطلاحی تعریف:

ماہرین معاشیات کی اس کی مختلف تعریفات اور توضیحات ذکر کی ہیں۔ ابن خلدون کے نزدیک معاش رزق کے حصول کی کوشش کرنے کو کہتے ہیں۔ بقول ابن خلدون:

"اعلم ان المعاش هو عبارة عن ابتغاء الرزق و السعي في تحصيله"[16]

معاش رزق تلاش کرنے اور حصول رزق کے لئے کوشش کرنے کا نام ہے۔

علامہ حریریؒ معاش کا تعلق اپنی ضروریات زندگی کو پورنے کے لیے اپنائے جانے والے ذرائع سے اسے تعبیر کرتے ہیں، ابن خلدون معاش کے مفہوم کی وضاحت میں علامہ حریری کا قول کرتے ہوئے لکھا:

"المعاش امارة و تجارة و فلاحة و ضاعة"[17]

معاش سے مراد یہ ہے کہ انسان تجارت، زراعت اور صنعت کے ذریعے سے اپنی ضروریات کو پورا کرے۔

"الاقتصاد علم يبحث في الظواهر خاصة بالانتاج و التوزيع"[18]

معاشیات وہ علم ہے جس میں ظاہری چیزوں سے بحث ہوتی ہے، بالخصوص پیدائش اور تقسیم کے اعتبار سے۔

قصد۔اقتصاد، کفایت شعاری، مال کو خاص تدبیر سے خرچ کرنا، علم الاقتصاد، علم معاشیات وہ علم ہے جس میں دولت کی پیدائش اور تقسیم سے بحث ہوتی ہے۔[19]

خلاصہ یہ کہ: معاشیات وہ علم ہے کہ جس میں دولت کمانے کے اسباب و ذرائع کی تلاش اور ان کا استعمال، پھر دولت کی تقسیم اور اس کے استعمال کے طریقوں سے بحث کی جاتی ہے۔

لفظ معاش یا معیشت کا قرآن میں استعمال:

لفظ معاش یا معیشت کا قرآن کریم میں متعدد بار استعمال ہوا ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے؛

"و لقد مکنا کم فی الارض و جعلنا لکم فیھا معایش الخ"[20]

اور (دیکھو انسانو!) ہم نے تمہیں زمین میں تمکن عطافرمایا اور اس میں تمہارے لیے معاش کے سارے سامان رکھ دیے، (لیکن) بہت ہی کم ہے جو شکر تم کرتے ہو

یعنی تمہیں یہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں زمینی وسائل مسلسل استعمال سے ختم نہ ہو جائیں، اور قحط نہ پڑ جائے۔ مگر تمہیں حقیقت کا عمل نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، جو نہ ختم ہونے والے ہیں، اسے نے بسایا اور وہی تمہاری زندگی کی ضروریات کو پورا کرے گا۔اِس دُنیوی زندگی میں تمہاری اور تمہاری آئندہ نسلوں کی ہر قسم کی جسمانی ضرورتیں یہیں سے پوری ہوں گی۔ معلوم ہوا کہ یہاں معایش سے مراد انسانی ضروریات زندگی ہے، چنانچہ قرآن مجید کی ایک اور آیت میں یہ لفظ اسی معنی و مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃالخ"[21]

اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا تو بے شک اس کی زندگی بہت تنگی میں گزرے گی۔

یہاں معیشہ بمعنی زندگی کے ساز وسامان ہے، جسے زندگی سے تعبیر کیا ہے۔ زندگی تنگی میں گزرنے سے مراد دنیا، قبر وآخرت، یعنی انسانوں کے تین محل ہیں، دنیا یا قبر یا آخرت میں کسی جگہ اُس کی زندگی تنگ گزرے گی یا تمام جگہوں پر ہی اس کی زندگی تنگ ہو گی، مطلب آیت کا مفہوم عموم پر دلالت کرتا ہے۔ زندگی کے تمام یا کوئی ایک مرحلہ ضرور تنگ گزرے گا۔

"و کم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا ...الخ"[22]

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشیت میں اترا رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ لفظ معیشہ زندگی گزارنے یا سامان زندگی یا زندگی کی بابت قرآن مجید میں متعدد مقام پر استعمال ہوا۔ ہر جگہ زاد راہ اور ضروریات زندگی کے ساتھ اس کا تعلق ہے یا معاشرتی و سماجی زندگی سے متعلق رہا ہے۔

اعجاز کا لغوی معنی:

اعجاز باب افعال کا مصدر ہے، اس کا مادہ ہے ع،ج،ز۔۔ عجز، اس کا معنی آتا ہے عاجز کرنا، اسی سے لفظ معجزہ ہے، جس کی جمع معجزات آتی ہے۔

قرآن کے معجزہ ہونے کا مطلب:

قرآن کے معجزہ ہونے کا مطلب قرآن پاک کی معجزانہ شان ہے، جو مختلف پہلوؤں سے ہے۔

عمدہ الفاظ کا انتخاب، کلمات کی ترکیب، منفرد اسلوب، حسن نظم، پیشگی خبریں، علمی انکشافات، حفاظت و جامعیت، غیر معمولی تاثیر، اعلیٰ مقاصد، صوتی ہم آہنگی، منظر کی تصویر کشی، جدت اور تازگی، داخلی تنظیم و ترتیب اور سب سے بڑھ کر یہ کلام ایسی شخصیت کی زبان اطہر سے جاری ہوا جس نے نہ تو کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیئے اور نہ ہی کسی مکتب سے تعلیم حاصل ہے۔ چنانچہ اعجاز قرآنی کی درج ذیل تعریفات کی گئی ہیں؛

"الاعجاز فی الکلام هو ان یوری المعنی بطریق هوابلغ من جمیع ما عداه من الطرق "[23]

کلام میں اعجاز یہ ہے کہ معنی کو ایسے طریقے سے ادا کیا جائے جو اپنے علاوہ تمام طریقوں سے بلیغ ہو۔

یعنی کلام میں اس طرح فصاحت و بلاغت پائی جائے، کہ اسلوب بیان نیا اور انوکھا ہو اور اس جیسی کلام اور طریقہ کار کسی نے اپنایا بھی نہ ہو۔ وہ معنی، مفہوم، اسلوب، انداز بیان اور جملہ میں جدت کی وجہ سے بھی پایا جا سکتا ہے، نیز مفہوم میں ہر مرتبہ وقت و ضرورت سے کسی نہ کسی طور پر [اجتہادی شرائط و قیودات کو ملحوظ رکھتے ہوئے] تشفی قلب ہو جائے۔ علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

"لان الاعجاز فی الکلام ان یوری المعنی بطریق هوا بلغ من جمیع ما عداه من الطرق"[24]

بیشک کلام میں اعجاز یہ ہے کہ معنی کو ایسے طریقے سے ادا کیا جائے جو اپنے علاوہ تمام طریقوں سے بلیغ ہو۔

چنانچہ علماء کا اس پر تو اتفاق ہے کہ قرآن معجزہ ہے لیکن جہت اعجاز میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ قرآن بلاغت کی وجہ سے معجزہ ہے اور بعض کے نزدیک غیب کی خبروں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے معجزہ ہے، بعض حضرات کے نزدیک اپنے عجیب و غریب اسلوب کی وجہ سے معجزہ ہے اور بعض کے نزدیک عقلوں کو اس کے ساتھ معارضہ سے پھرنے کی وجہ سے معجزہ ہے۔

لفظ اعجاز کا قرآن میں استدلال:

لفظ اعجاز کے مختلف صیغے قرآن پاک میں استعمال ہوئے ہیں، جن کا مفہوم کسی کو عاجز کر دینا اور اُس پر غلبہ پا لینے کے معنی میں آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء"[25]

اور تم اللہ کو نہ تو زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ ہی آسمان میں۔

"و لن نعجزه فی الارض---الخ"[26]

اور ہر گز ہم عاجز نہیں کر سکتے اس کو زمین میں۔

یعنی زمین و آسمان میں کوئی ایسا نہیں جو رب کائنات پر غالب آسکے۔ اس آیت کی وضاحت میں مودودیؒ لکھتے ہیں:

مطلب یہ ہے کہ ہمارے اسی خیال نے ہمیں نجات کی راہ دکھا دی۔ ہم چونکہ اللہ سے بے خوف نہ تھے اور ہمیں یقین تھا کہ اگر ہم نے اس کی نافرمانی کی تو اس کی گرفت سے کسی طرح بچ نہ سکیں گے، اس لیے جب وہ کلام ہم نے سنا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہ راست بتانے آیا تھا تو ہم یہ جرات نہ کر سکے کہ حق معلوم ہو جانے کے بعد بھی انہی عقائد پر جمے رہتے جو ہمارے

نادان لوگوں نے ہم میں پھیلا رکھے تھے۔[27]

اسی طرح کسی دوسرے انسان پر غلبہ پانے کے معنی میں بھی یہ استعمال ہوتا ہے، جسے مذکورہ بالاآیت سے واضح ہے۔ کلام پاک جس طرح اپنی فصاحت و بلاغت میں غالب ہے، اسی طرح ایسے معاشرتی اور معاشی اصولوں ذکر کیے، جوہر زمانہ اور حالات میں انسانیت کے قابل فائدہ اور مفید اور قابل عمل ہیں، یعنی معاشی اصول وضوابط کے بیان میں بھی قرآن اعجازی پہلو رکھتا ہے، چنانچہ ذیل میں انہی اصولوں کو مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک معاشی اعجاز:

قرآن کریم امت محمدیہ ﷺ کے لئے دستور حیات کی حیثیت رکھتا ہےاور زندگی کے جملہ شعبوں سے متعلق معلومات کلیہ رکھتاہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

"و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ"[28]

اور ہم نے آپ ﷺ پر ایسی کتاب اتاری جس میں ہر چند کا بیان اور وضاحت موجود ہے۔

ہماری زندگی کا ایک پہلو معاشی زندگی بھی ہے جس کو سرور کونین ﷺ نے اختیار کیاہے اور اس کو عبادت بھی قرار دیاہے۔چنانچہ قرآن کریم میں ہمیں اس شعبہ سے متعلق بھی ھدایات ملتی ہیں۔چنانچہ معاشی اعجاز قرآن کامطلب یہ ہے کہ معاشیات میں بھی اسلام نے ہمیں ایسی تعلیمات دی ہیں جن کا متبادل کوئی مذہب پیش نہیں کرسکتا۔

1۔معاشی زندگی شرعی زندگی سے متصادم نہیں ہے:

معاشی زندگی کو اختیار کرنا شرعی زندگی مے متصادم نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء کو استعمال کرنا،ان پر محنت کرنااور ان میں مصروف ہونا شرعا مطلوب بھی ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار یہ اعلان کیا گیاہے کہ زمین وآسمان کی مخلوقات تمہارے لئے ہیں اور حضرت سلیمانؑ کا ذکر کرتے ہوئے شیش محل، عرش و تحت ،کرسی، معمار اور جنود کا ذکر کیا گیاہے۔اس ضمن میں درج ذیل آیات بمع تفسیر ملاحظہ کریں؛

"ٰا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ الخ"[29]

مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والا تم میں (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) انصاف سے لکھے نیز لکھنے والا جیسا اسے خدا نے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے۔

اس آیت مبارکہ میں دین[قرض] کو لکھنے ،گواہ بنانے اور اس کو احکامات کو ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اموال کو بڑھانااور حفاظت کرنا دین کے منافی نہیں ہے،چنانچہ تفسیر منیر میں ہے کہ:

"لما امر اللہ تعالیٰ بکتابۃ الدین و الاشھاد واخذ الرھان کان ذلک نصا قاطعا علی مراعاۃ حفظ الاموال و تنمیتھا"[30]

اللہ تعالیٰ نے دین ، شہادت اور رہن وغیرہ لینے کی کتابت کادیا ہے،تویہ حکم مال کی حفاظت اورامانتوں کو پورا کی

اعتبار سے نص قطعی کا درجہ رکھتی ہے۔

اس لیے معاملات امور میں چاہیے وہ کسی بھی درجہ اور اعتبار کے ہو اور تعلق جیسا بھی ہو۔ تمام کاموں کو تحریر کے ذریعے پختہ کرنا چاہیے اور یہی اپنے مال کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء سے نفع اُٹھانا اور اُن احکام الٰہیہ کے مطابق اپنے مصرف میں لانے کی بھی اجازت ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ -الخ"[31]

"وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا ان کو سات آسمان الخ"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنی قدرت کا ذکر کیا ہے اور یہ واضح فرمایا ہے کہ جتنی بھی چیزیں ہیں ساری انسان کے نفع اور ضرورت کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب یہ اس نعمت عامہ کا ذکر ہے جس میں تمام انسان بلکہ حیوانات وغیرہ بھی شریک ہیں اور لفظ میں ان تمام نعمتوں کا اجمال آگیا جو دنیا میں کسی انسان کو حاصل ہوئیں یا ہو سکتی ہیں کیونکہ انسان کی غذا، لباس، مکان، اور دوا اور راحت کے کل سامان زمین ہی کی پیداوار ہیں۔[32]

اس نے زمین پر موجود تمام چیزوں کو بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے بنایا، بشمول اس کے خزانے اور اچھی چیزیں، اور ہمیں دنیا کے اثاثے استعمال کرنے کے قابل بناتا ہے، جیسے ایٹم، بجلی، اور ایتھر، جس سے ہم ہوا بازی کی دنیا میں سوار ہو سکتے ہیں اور اس کے ذریعے خلائی جہازوں پر پرواز کر کے ستاروں اور سیاروں کے احوال دریافت کیے جا سکتے ہیں۔ یہ خدا کی قدرت اور عظمت کا ایک مظہر ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھ آسمانوں کی تخلیق کی اور انہیں اپنی قدرت سے بلند کیا اور ان میں ایسی باریکیاں اور راز رکھے، جن کی دریافت میں دنیا اور ذوی العقول مصروف ہیں۔ اور مخلوق ایسے راز سیکھائے جن کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔

2۔ انسانیت کو راحت اور سکون دینے والے اصول:

معاشی اصول بیان کرنے میں قرآن نے نہ تو صرف انسان کی ذاتی حرص کو پیش نظر رکھا ہے اور نہ ہی صرف دوسروں کی خیر خواہی کو بلکہ ایسے اصول وضع کئے ہیں جن میں انسان کی ذاتی خواہش کا بھی خیال ہے اور دوسرے انسانوں کی خیر خواہی بھی شامل ہے۔ اسلام نے حصول سرمایہ میں انسان کو سرمایہ دارانہ نظام کی طرح آزاد بھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی اشتراکیت کی طرح بے کار کیا ہے، اس ضمن میں آیت مبارکہ ملاحظہ کریں؛

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ الخ"[33]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، لین دین ہونا چاہیے آپس کی رضامندی سے اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقین مانو کہ اللہ تمہارے اوپر مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں مال کو ناحق طریقے سے کھانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ یہ بہت سے ناجائز ذرائع آمدن کو شامل ہے جیسے قمار، خداع، غصب اور دوسروں کے حقوق کا انکار کرنا اور اسی طرح وہ معاملات جن میں اصل مالک کی رضامندی شامل نہ ہو یا جسکو شریعت نے ممنوع یا حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ تفسیر منیر میں ہے کہ؛

"ولا یاکل بعضکم مال لبعض بسبب باطل کالیمین الکاذبۃ و الغصب و الرقۃ و الرشوۃ و الربا و نحو ذلک ولا تلقوا بالجحیح الباطلہ الی الحکام لتاکلوا عن طریق الخ"[34]

ایک دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ، جیسے جھوٹی قسم، غصب، رسوت، سود اسی طرح دوسرے تمام طریقے۔ اور حکمرانوں کی جانب غلط باتین منسوب کر کے غلط طریقے سے مال بھی نہ لوٹو۔۔۔

یعنی دین اسلام اور شریعت اسلامیہ دوسروں کے ساتھ معاملات کو منظّم کرنے کی تعلیم دیتی ہے، اور دوسرے کے مال کو لوٹنے سے بھی روکتی ہے۔ اسی طرح لوگوں کو ایک دوسرے کے پیسہ کو باہمی رضامندی کے بغیر لینے اجتناب کا درس دیا، کیونکہ پیسہ اس کے مالک کا حق ہے، اور یہ روح کا ساتھی ہے، اور اکثر جھگڑے کا ذریعہ پیسہ بنتا ہے، جب اسلام استحکام دینے اور لوگوں کے درمیان پیار اور حقوق کا تحفظ چاہتا ہے۔

3۔ خرچ کرنے میں راہ اعتدال:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام امور میں میانہ روی اپنانے کی تلقین کی۔ کوئی بھی کام چاہیے اُس کا تعلق عبادات سے ہو یا زندگی کے کسی بھی امر سے راہ اعتدال اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ نیز اسی طرح خرچ میں بخل اور فضول خرچی سے بھی منع کیا گیا ہے۔ یعنی تعلیم دی کہ ہر امر میں راہ اعتدال پر چلنا چاہیے۔ تمام معاملات میں درمیانی راہ سب سے بہتر ہوتی ہے چنانچہ امت محمدیہ ﷺ کا یہ نمایاں وصف ہے کہ یہ اعتدال پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے میں بھی اعتدال کو پسند کیا ہے، چنانچہ ارشاد مبارکہ ہے:

"وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا"[35]

جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ اعتدال کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان مال کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ نہ کرے اور خرچ کرنے میں بخل بھی نہ کرے۔ وھبہ الزحیلی اس آیت کے وضاحت میں لکھتے ہیں:

"هي الاعتدال في الإنفاق أي ترك الإسراف والتقتير. فإن شأن المؤمنين إذا أنفقوا على أنفسهم لم يكونوا مبذّرين في النفقة، فلا تزيد عن الحاجة، ولا بخلاء مقترين، فيقصرون في أداء الحق والواجب، وإنما ينفقون أموالهم بنحو عدل وسط، بقدر الحاجة"[36]

یہ خرچ میں اعتدال ہے، یعنی اسراف اور فضول خرچی سے بچنا۔ اگر اہل ایمان اپنے اوپر خرچ کرتے ہیں تو خرچ کرنے میں اسراف نہیں کرتے کہ ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور نہ ہی وہ بخل اور بخل کرتے ہیں، اس لیے وہ صحیح اور واجب کو ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، بلکہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ضرورت کے مطابق منصفانہ اور معتدل انداز۔

معلوم ہوا کہ بحثیت مسلمان ہم معاشی امور میں راہ اعتدال پر چلنا چاہیے، اس کے ذریعے انسانیت کو آزمائش سے بچ جاتی

ہے اور امن وسکون اور اطمینان کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ الغرض معاشی امور میں قرآن کریم نے جو اصول ذکر کیے وہ اپنی جامعیت اور مفہوم کے اعتبار سے اہم اور مسلمہ ہیں، جس کی وجہ سے انسانیت امن وسکون اور ہر قسم کی تنازعات سے بچ کر معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جاتا ہے اور آپسی تعلقات میں پائیداری آتی ہے۔

خلاصہ بحث:

قرآن مجید معنی، مفہوم، اسلوب، انداز بیان اور جملہ میں جدت کی وجہ سے اعجاز پایا جاتا ہے، نیز مفہوم میں ہر مرتبہ وقت وضرورت سے کسی نہ کسی طور پر [اجتہادی شرائط وقیودات کو ملحوظ رکھتے ہوئے] تشفی قلب ہوتی ہے، اس اعتبار سے بھی معجزہ ہے۔ معاشی امور میں راہ اعتدال پر چلنا چاہیے، اس کے ذریعے انسانیت کو آزمائش سے بچ جاتی ہے اور امن وسکون اور اطمینان کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ معاشیات میں بھی اسلام نے ہمیں ایسی تعلیمات دی ہیں جن کا متبادل کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اس اعتبار سے قرآن مجید کا اعجاز واضح ہوتا ہے۔ معاملات امور میں چاہیے وہ کسی بھی درجہ اور اعتبار کے ہو اور تعلق جیسا بھی ہو۔ تمام کاموں کو تحریر کے ذریعے پختہ کرنا چاہیے اور یہی اپنے مال کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔ ناجائز ذرائع آمدن کو شامل ہے جیسے قمار، خداع، غصب اور دوسروں کے حقوق کا انکار کرنا اور اسی طرح وہ معاملات جن میں اصل مالک کی رضامندی شامل نہ ہو یا جسکو شریعت نے ممنوع یا حرام قرار دیا ہے۔ اعتدال کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان مال کو اللہ تعالی کی نافرمانی میں خرچ نہ کرے اور خرچ کرنے میں بخل بھی نہ کرے۔ اور شریعت اسلامیہ دوسروں کے ساتھ معاملات کو منظم کرنے کی تعلیم دیتی ہے، اور دوسرے کے مال کو لوٹنے سے بھی روکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

---

[1] سورہ عبس، 13،14،15،16

[2] سورہ عنکبوت، آیت 49

[3] گیلانی، مناظر احسن، مولانا، تدوینِ قرآن، مکتبہ البخاری، لاہور، 2005ء، ص:61

[4] سورہ القیٰمہ:17

[5] گیلانی، مناظر احسن، تدوینِ قرآن، ، ص:73

[6] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر محاضراتِ قرآنی، الفصیل پبلیشرز، لاہور، 2005ء، ص:122

[7] تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں، محاضراتِ قرآنی از ڈاکٹر محمود احمد غاری، ص:124

[8] ۔ابن حنبل، احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2001ء، 459/1، رقم الحدیث:399

[9] سورۃالمائدۃ:03

[10]سورہ النحل:89

[11]Adil, Muhammad, and Dr Sardar Muhammad Saad Jaffar. "Role Of Religious Parties In Legislation In Parliament Of Pakistan (2013-18): A Critical Analysis." *Webology* 18, no. 5 (2021): 1890-1900.

[12]۔شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، دار الصحوۃ، القاھرۃ،1986ء، ص:29

[13]۔عمر، احمد مختار، الدکتور، معجم الصواب اللغوی، عالم الکتب، القاھرۃ،2008ء،554/1

[14] ۔عمر، احمد مختار، الدکتور، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصر، عالم الکتب، القاھرۃ،2008ء،1584/2، مادہ:ع، ی، ش

[15]۔مرتضی الزبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواھر القاموس، دار الھدیہ، القاھرۃ، ن م، 283/17، مادہ ع، ش، ی

[16]۔ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، تاریخ ابن خلدون، دیوان المبتدا والخبر فی تاریخ العرب، دار الفکر، بیروت،1988ء،479/1

[17] Jaffar, Dr Saad, Dr Muhammad Waseem Mukhtar, Dr Shazia Sajid, Dr Nasir Ali Khan, Dr Faiza Butt, and Waqar Ahmed. "The Islamic And Western Concepts Of Human Rights: Strategic Implications, Differences And Implementations." *Migration Letters* 21 (2024): 1658-70.

[18] ۔ابراہیم مصطفیٰ، المعجم الوسیط، دار الدعوۃ، القاھرۃ، ن م، 640/2، مادہ:ع، ی، ش

[19] ۔لوئیس معلوف، المنجد، مترجمہ، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، دار الاشاعت، کراچی،1986ء، ص:1255

[20] ۔الاعراف:10

[21]۔طٰہ:124

[22] ۔القصص:58

[23] ۔الجرجانی، السید شریف علی بن محمد، کتاب التعریفات، میر محمد کتب خانہ، رکراچی،2007ء، ص:25

[24] ۔التفتازانی، مسعود بن عمر، التوضیح والتلویح، قدیمی کتب خانہ، کراچی،1997ء،14/2

[25] الجن:12

[26] العنکبوت::22

[27]۔ مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، مکتبہ ترجمان القرآن، لاہور،1996ء،182/4

[28] ۔النحل:89

[29]۔سورۃ البقرۃ:282

[30] الزحیلی، الدکتور دھبہ، التفسیر المنیر، دار الفکر، دمشق،2006ء،124/3

[31]سورۃ البقرۃ:29

[32] محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ دارالعلوم، کراچی،1998ء،128/1

[33] سورۃالنساء:29

[34]۔الزحیلی،التفسیر المنیر،166/2

[35]۔سورۃالفرقان:67

[36]۔الزحیلی، وھبہ بن مصطفیٰ، الدکتور، التفسیر الوسیط، دارالفکر، دمشق،1422ء،1812/2